شفیع عقیل
(۱۹۳۰ء۔۲۰۱۳ء)

شفیع عقیل لاہور کے قریب واقع ایک گاؤں تھینہ میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک معروف صحافی، ادیب اور شاعر تھے۔ ناسازگار حالات کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ ملازمت کے ساتھ ادیب فاضل اور منشی فاضل کے امتحان پاس کیے۔ بیس سال کی عمر میں لاہور سے کراچی چلے گئے اور مجید لاہوری کے رسالے ''نمک دان'' سے وابستہ رہے۔ بعدازاں ''اخبارِ جہاں'' اور روزنامہ ''جنگ'' سے منسلک ہوگئے۔

ان کا اسلوب سادہ اور سلیس ہے۔ ان کے تراجم ایسے ہیں کہ ان پر طبع زاد ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ ان کا زیادہ تر کام لوک داستانوں پر مشتمل ہے۔ انھوں نے لوک کہانیوں کے تراجم بھی کیے۔ مختلف لوک داستانوں کو اُردو میں منتقل کر کے اُنھوں نے ایک بڑی ثقافتی اور علمی و ادبی خدمت انجام دی ہے۔

ان کی تصانیف و تالیفات میں پنجاب کی لوک کہانیاں، پنجابی لوک داستانیں، چینی لوک کہانیاں، جاپانی لوک کہانیاں، ایرانی لوک کہانیاں، پیرس پھر پیرس ہے، مجید لاہوری، ادبی مکالمے اور ہماری منزل: غازی یا شہید شامل ہیں۔ ان کی ایک تصنیف پنجاب رنگ پر انھیں رائٹرز گلڈ کی طرف سے انعام بھی ملا۔ آپ کراچی میں مقیم اور بطورِ صحافی روزنامہ ''جنگ'' سے وابستہ تھے۔

چُغل خور

تدریسی مقاصد

۱۔ طلبہ پر لوک داستان کا مفہوم واضح کرنا۔
۲۔ چغل خوری جیسی اخلاقی برائی کے دُور رس منفی سماجی نتائج کو واضح کرنا۔
۳۔ طلبہ کو باور کرانا کہ چغل خوری، فتنہ پروری، غیبت اور بدخُوئی، اَخلاقی اور اسلامی لحاظ سے قابلِ مذمت افعال ہیں، اِن سے بچنا چاہیے۔

[اس سبق میں چغل خور کے بیانات جھوٹ کی ذیل میں آتے ہیں اور یہ چغل خوری کی بجائے فتنہ پروری زیادہ ہے۔...... یہ ایک لوک کہانی ہے۔ یہ لوک کہانیاں یا لوک داستانیں کسی معاشرے، تہذیب اور زبان کا قیمتی سرمایہ ہوتی ہیں۔ ان کہانیوں کے مصنف کا کسی کو اتا پتا نہیں ہوتا۔ یہ کہانیاں سینہ بہ سینہ ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی رہتی ہیں۔ ان کے ذریعے سے محبت، ایثار، خلوص، مروّت، اتحاد، دوستی اور بہادری جیسی صفات معاشرے میں پروان چڑھتی ہیں اور نسلوں کی کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔]

اگلے وقتوں کی بات ہے کسی گاؤں میں ایک چغل خور رہتا تھا۔ دوسروں کی چغلی کھانا اور ایک کی بات دوسرے سے کرنا اس کی عادت تھی اور لاکھ کوشش کے باوجود، وہ اپنی عادت کو نہ چھوڑ سکا تھا۔ اس نے بارہا اس بات کا ارادہ کیا کہ اب کسی سے کسی کی چغلی نہیں کھائے گا، ایک کی بات دوسرے سے نہیں کہے گا لیکن ہر بار وہ اپنے اس ارادے میں ناکام ہو جاتا۔ دراصل وہ اپنی عادت سے مجبور تھا اور اسی عادت کی وجہ سے اسے اپنی ملازمت سے بھی ہاتھ دھونا پڑے تھے، چنانچہ وہ بے کار تھا۔ اس نے دوسری ملازمت کی بہتیری کوشش کی مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔ کچھ دن تک تو وہ اپنی جمع پونجی پر گزر بسر کرتا رہا لیکن جب تھوڑا تھوڑا کر کے اس کا سارا سرمایہ ختم ہو گیا تو بہت پریشان ہوا۔ اس نے نوکری اور مزدوری کے لیے سرتوڑ کوشش شروع کر دی کہ کہیں فاقوں کی نوبت نہ آ جائے۔ مختلف لوگوں سے کہا، دردر کی خاک چھانی، ایک ایک کے پاس گیا مگر مصیبت یہ تھی کہ چغل خور ہونے کی وجہ سے اسے کوئی بھی اپنے پاس ملازم رکھنے پر تیار نہ ہوتا تھا۔ گاؤں کے تمام لوگ اس سے اچھی طرح واقف تھے اور اس کی چغلی کھانے کی عادت کے بارے میں جانتے تھے، اس لیے اسے کوئی بھی مُنھ نہ لگاتا تھا۔ آخر جب وہ مسلسل ناکامیوں سے تنگ آ گیا اور نوبت واقعی فاقوں تک آ پہنچی تو اس نے دل میں سوچا: ''اس گاؤں کو چھوڑ دینا چاہیے اور کہیں اور چل کر قسمت آزمائی کرنی چاہیے۔''

چنانچہ اس نے تھوڑا بہت ضروری سامان لیا اور گاؤں چھوڑ کر سفر پر روانہ ہوگیا تاکہ کسی دوسرے گاؤں یا شہر میں جا کر محنت مزدوری کرے۔

چلتے چلاتے وہ ایک اور گاؤں میں جا پہنچا۔ یہ گاؤں اس کے لیے نیا تھا اور اسے وہاں کوئی نہیں جانتا تھا، اس لیے اسے امید تھی کہ یہاں نوکری مل جائے گی، لہٰذا وہ ایک کسان کے پاس گیا اور اس سے کہا: ''مجھے آپ اپنی ملازمت میں رکھ لیں۔''

کسان نے اس سے دریافت کیا: ''تم کیا کام کر سکتے ہو؟''

چغل خور نے جواب دیا: ''مجھے کھیتی باڑی کا سارا کام آتا ہے۔ یہ کام مَیں اچھی طرح کر سکتا ہوں۔''

اتفاق کی بات یہ کہ وہ کسان اکیلا تھا اور کھیتوں کے کام کاج میں اس کا ہاتھ بٹانے والا کوئی نہ تھا۔ اُسے ایک ملازم کی ضرورت بھی تھی، اس لیے اس نے سوچا، چلو اِسے ہی ملازم رکھ لیتا ہوں۔ یہ بھی ضرورت مند ہے اور میرا بھی کام ہلکا ہو جائے گا۔

یہی سوچ کر اس نے چغل خور سے پوچھا: ''اگر مَیں تمھیں اپنے پاس ملازم رکھ لوں تو تم کیا تنخواہ لو گے؟''

اس پر چغل خور نے بڑے اطمینان سے جواب دیا: ''کچھ نہیں! میری کوئی تنخواہ نہیں ہے۔''

کسان کو اس کی بات سن کر بڑا تعجّب ہوا کہ کام کرے گا اور تنخواہ نہیں لے گا۔ بھلا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اس نے حیرانی سے کہا: ''یہ کیسے ہو سکتا ہے؟''

جواب میں چغل خور کہنے لگا: ''آپ مجھے صرف روٹی کپڑا دے دیں اور اس کے ساتھ ایک بات کی اجازت! بس یہی میری تنخواہ ہے۔''

کسان پوچھنے لگا: ''کس بات کی اجازت؟''

چغل خور بولا: ''آپ مجھے صرف اتنی اجازت دے دیں کہ مَیں چھے ماہ کے بعد آپ کی صرف ایک چغلی کھا لیا کروں۔''

چغل خور کی یہ بات تو اپنی جگہ بڑی عجیب تھی لیکن کسان نے اپنے دل میں سوچا: ''مفت کا نوکر مل رہا ہے، خالی روٹی کپڑے میں کیا بُرا ہے؟'' پھر اُس نے اپنے آپ کو آمادہ کرنے کے لیے کہا: ''چھے ماہ بعد ایک چغلی کھاتا ہے تو کھا لے، میرا کیا جاتا ہے؟ یہ کسی سے میری چغلی کھا کر میرا کیا بگاڑ لے گا؟ میرے پاس کون سے راز ہیں جو ظاہر ہو جائیں گے؟''

''مجھے تمھاری یہ شرط منظور ہے۔''

چنانچہ چغل خور کسان کے پاس ملازم ہوگیا۔ وہ کام بھی اُسی کا کرتا تھا اور اُسی کے گھر میں رہتا بھی تھا۔ روزانہ صبح سویرے کسان کے ساتھ کھیتوں میں چلا جاتا، بیلوں کے لیے چارا کاٹتا، ہل چلاتا، گاہی کرتا اور اس طرح کام میں کسان کا برابر کا ہاتھ بٹاتا تھا۔

دن گزرتے گئے اور کسان کو یہ بات بھی بھول گئی کہ چھے ماہ بعد چغل خور نے ایک چغلی کھانے کی اجازت مانگی تھی اور اس

نے چغلی کھانے کی اجازت دے دی تھی۔ کسان اس عرصے میں یہ تمام باتیں بھول چکا تھا۔

اِدھر چغل خور کو کسان کے ہاں ملازم ہوئے چھے ماہ بیت چکے تھے اور اب اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ کسی سے کسان کی کوئی چغلی کھائے۔ وہ چھے ماہ سے اب تک اپنی اس عادت پر جبر کیے ہوئے تھا مگر اب معاہدے کی مدّت ختم ہونے پر اپنے آپ پر قابو پانا اس کے بس میں نہ تھا، چنانچہ جب وہ اپنی عادت سے بالکل مجبور ہوگیا تو اس نے سوچا، اب چاہے کچھ ہو، مَیں کسان کی چغلی ضرور کھاؤں گا اور اب تو معاہدے کے مطابق میرا حق بھی ہے۔

ایک روز کسان حسبِ معمول اپنے کھیتوں میں گیا ہوا تھا اور گھر میں اس کی بیوی اکیلی تھی۔ یہ دیکھ کر چغل خور کسان کی بیوی کے پاس گیا اور بڑا ہمدرد بنتے ہوئے کہنے لگا: ’’اگر تم بُرا نہ مانو تو مَیں تُم سے ایک بات کہوں؟‘‘

کسان کی بیوی بولی: ’’ضرور کہو! اس میں بُرا ماننے کی کیا بات ہے؟‘‘

چغل خور اور بھی زیادہ ہمدردی جتاتے ہوئے بولا: ’’اس میں تمھارا ہی بھلا ہے۔‘‘

یہ سن کر کسان کی بیوی کو کچھ شک سا ہوگیا۔ اُس نے دل میں سوچا، ہو نہ ہو کوئی خاص بات ضرور ہے۔ یہی خیال کر کے وہ کہنے لگی: ’’پھر تو ضرور کہو! وہ کیا بات ہے؟‘‘

جواب میں چغل خور بڑے رازدارانہ انداز میں بولا: ’’دراصل کسان کوڑھی ہوگیا ہے۔ اُس نے اپنی یہ بیماری اب تک تم سے چُھپا رکھی ہے۔‘‘

’’کوڑھی ہوگیا ہے؟‘‘ کسان کی بیوی نے چونک کر پوچھا۔

اسے بڑا تعجّب ہوا۔ یہ بات اُس کے لیے جس قدر نئی تھی، اِس سے کہیں زیادہ حیران کُن بھی تھی۔

چغل خور نے جب اپنا تیر نشانے پر بیٹھتا دیکھا تو بولا: ’’اگر تُمھیں یقین نہ آئے تو آزما کے دیکھ لو۔‘‘

اب تو کسان کی بیوی بھی سوچ میں پڑ گئی۔ اُس نے دل میں سوچا، ہوسکتا ہے ملازم ٹھیک ہی کہہ رہا ہو۔ بھلا اُس کو مجھ سے ایسا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے؟ لہٰذا اس نے جلدی سے پوچھا: ’’مگر مَیں کیسے آزماؤں؟‘‘

چغل خور جھٹ سے کہنے لگا: ’’اِس میں کیا مشکل ہے؟‘‘

پھر اُس نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا: ’’جو آدمی کوڑھی ہو جائے اس کا جسم نمکین ہو جاتا ہے اگر تم یہ جاننا چاہتی ہو کہ کسان کوڑھی ہوگیا ہے یا نہیں تو کسان کے جسم کو زبان سے چاٹ کر دیکھ سکتی ہو۔‘‘

کسان کی بیوی کو چغل خور کی یہ تجویز پسند آئی۔ اس نے سوچا، اس سے نوکر کے جھوٹ سچ کا پتا چل جائے گا۔ اُس نے کہا: ’’اچھا! کل جب مَیں کسان کا کھانا لے کر کھیتوں میں جاؤں گی تو کسان کے جسم کو چاٹ کر ضرور دیکھوں گی۔‘‘

چغل خور کسان کی بیوی سے یہ باتیں کر کے سیدھا کھیتوں کی طرف چل دیا۔ جہاں کسان پہلے ہی سے کھیتی باڑی کے کاموں میں لگا ہوا تھا۔ دراصل اُن دنوں فصل پک چکی تھی، جس کی وجہ سے کسان دو روز سے اپنے گھر نہیں گیا تھا۔ اُسے رات کو بھی

کھیتوں ہی میں رہنا پڑتا تھا۔ چغل خور کسان کے پاس پہنچا اور اس سے بڑی راز داری سے کہنے لگا: ''تم اِدھر کھیتوں میں کام کرتے پھر رہے ہو اور اُدھر تمھاری بیوی پاگل ہوگئی ہے۔''

کسان بڑا حیران ہوا۔ اُس نے تعجب سے پوچھا: ''یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟''

چغل خور نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا: ''مَیں سچ کہہ رہا ہوں، وہ تو پاگل پن میں آدمیوں کو کاٹنے دوڑتی ہے۔''

کسان سارا کام کاج چھوڑ کر سوچ میں پڑ گیا۔ اُس نے اپنے دل میں سوچا، نوکر ٹھیک ہی کہہ رہا ہوگا، بھلا اُسے کسی قسم کا جھوٹ بولنے کی کیا پڑی ہے؟ ہوسکتا ہے میری بیوی واقعی پاگل ہوگئی ہو۔ چغل خور نے جب کسان کو اس طرح شش و پنج میں مبتلا دیکھا تو بولا: ''اگر تمھیں میری بات پر یقین نہیں تو کل جب وہ کھانا لے کر آئے، اس وقت دیکھ لینا۔''

اِس پر کسان کہنے لگا: ''ہاں! یہ ٹھیک ہے۔ آج رات تو مجھے کھیتوں ہی میں رہنا ہے، کل جب وہ کھانا لے کر آئے گی تو دیکھ لوں گا۔''

چغل خور نے جب یہ جان لیا کہ کسان اس کی باتوں میں آ گیا ہے تو وہاں سے چلا آیا اور کسان کے سالوں کے پاس پہنچ گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے ان سے کہا: ''تم لوگ یہاں مزے کر رہے ہیں اور تمھارا بہنوئی تمھاری بہن کو روز مار مار کر اَدھ مُوا کر دیتا ہے۔ وہ اسے اس ظالمانہ طریقے سے مارتا ہے کہ مَیں بیان نہیں کر سکتا۔''

کسان کے سالوں نے چغل خور کی یہ بات سنی تو بہت پریشان ہوئے لیکن اُنھوں نے اس سے کہا: ''مگر ہماری بہن نے تو ہمیں یہ کبھی نہیں بتایا؟''

اس پر چغل خور بولا: ''وہ بے چاری شرم کے مارے تمھیں کچھ نہیں بتاتی، ورنہ اسے تو کسان اس بُری طرح مارتا پیٹتا ہے کہ وہ ہلکان ہو جاتی ہے۔ کھیتوں میں سب کے سامنے اس کی بے عزتی کرتا ہے۔''

''لیکن ہم تمھاری بات پر کیسے یقین کر لیں؟''

اس پر چغل خور جھٹ سے بول پڑا: ''اگر تم لوگ یہ سمجھ رہے ہو کہ مَیں جھوٹ کہہ رہا ہوں تو کل دوپہر کو جب تمھاری بہن کھانا لے کر کھیتوں میں جائے گی، اس وقت تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا، کسان اسے کس طرح مارتا ہے۔''

کسان کے سالے یہ بات سن کر غصے میں تلملانے لگے۔ بھلا وہ اپنی بہن کی بے عزتی کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ انھوں نے چغل خور سے کہا: ''اچھا کل ہم کھیت میں چُھپ کر یہ سب کچھ آنکھوں سے دیکھیں گے۔''

چغل خور وہاں سے رخصت ہو کر سیدھا کسان کے بھائیوں کے پاس گیا اور ان سے جا کر کہا: ''بڑے افسوس کی بات ہے۔ تم لوگ سب ایک ماں کے بیٹے ہو اور پھر بھی اپنے بھائی کی مدد نہیں کر سکتے۔''

کسان کے بھائیوں نے اس سے تعجب سے پوچھا: ''کیا ہوا؟ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ ہم کس کی مدد نہیں کرتے؟''

اس پر چغل خور نے رُوہانسا سا منہ بنا کر جواب دیا: ''تمھارا بھائی سخت مصیبت میں گرفتار ہے، اس کے سالے ہر چوتھے

روز آ کر اسے زد و کوب کرتے ہیں اور ایک تم ہو کہ تمھیں اس کی خبر تک نہیں۔ کسان کے بھائی یہ سن کر پریشان سے ہو گئے اور کہنے لگے: ''مگر ہمارے بھائی نے تو کچھ نہیں بتایا۔''

چغل خور بولا: ''وہ تم سے کیا کہے؟ بے چارہ اپنی شرافت کی وجہ سے کچھ نہیں کہتا اور خاموشی سے یہ بے عزّتی برداشت کر لیتا ہے۔''

جواب میں بھائی کہنے لگے: ''ہمیں تو تمھاری بات پر یقین نہیں آ رہا......!''

یہ سن کر چغل خور نے کہا: ''اگر تم لوگوں کو میری بات کا یقین نہیں تو کل دو پہر کو آ کر اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ لینا کہ کس طرح کسان کے سالے اسے مارتے ہیں۔''

کسان کے بھائی غصے میں تلملانے لگے۔ اُنھوں نے کہا: ''اچھا! ہم کل دیکھ لیں گے، وہ ہمارے بھائی کو کس طرح ہاتھ لگاتے ہیں۔ ابھی ہم مرے نہیں۔''

اس طرح چغل خور سب لوگوں سے یہ باتیں کہہ کر واپس آ گیا اور اپنے کام کاج میں وہ اس طرح آ کر مصروف ہو گیا کہ کسی کو کانوں کان اس بات کی خبر نہ ہوئی کہ کہاں گیا تھا اور کہاں سے آیا ہے۔

دوسرے روز دو پہر کو جب کسان کی بیوی کھانا لے کر کھیتوں میں آئی تو کسان نے کنکھیوں سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ بڑی احتیاط سے اس کی ہر حرکت کا جائزہ لے رہا تھا کیوں کہ اس کے دل میں تھا کہ کہیں پاگل ہونے کی وجہ سے وہ اسے کاٹ نہ کھائے، اس لیے وہ اس کے قریب ہونے سے ڈرتا تھا۔ دوسری طرف کسان کی بیوی کی یہ کوشش تھی کہ کسان کسی طرح اُس کے قریب ہو اور وہ اُس کو کاٹ کر یا اُسے زبان لگا کر دیکھ سکے کہ نمکین ہے یا نہیں۔ جوں ہی وہ چھاچھ کا مٹکا اور روٹیوں کی چنگیری زمین پر رکھ کر بیٹھی، کسان جلدی سے پیچھے ہٹ گیا۔ یہ دیکھ کر اس کی بیوی بھی روٹیوں کی چنگیری آگے بڑھانے کے بہانے سے قدرے آگے سرک آئی اور پھر جوں ہی کسان نے روٹی پکڑنے کو ہاتھ آگے بڑھایا، اس نے جھپٹ کر اس کی کلائی پکڑ لی اور اسے چاٹنے کے لیے آگے بڑھی۔ کسان اچھل کر دور ہٹ گیا۔ اب تو اسے پکا یقین ہو گیا تھا کہ واقعی اس کی بیوی پاگل ہو گئی ہے اور کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے۔

کسان کو نوکر کی کہی ہوئی بات سچ معلوم ہو رہی تھی۔ اُدھر اس کی بیوی نے جب یہ دیکھا کہ کسان اُسے جسم چاٹ کر دیکھنے نہیں دے رہا تو اُسے اس بات کا یقین ہو گیا کہ کسان واقعی کوڑھی ہو گیا ہے اور نوکر ٹھیک کہہ رہا تھا۔

اُس نے ایک بار پھر آگے بڑھ کر کسان کی کلائی پکڑنے کی کوشش کی۔ یہ دیکھ کر کسان نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، پاؤں سے جوتا اُتار کر وہیں بیوی کی ٹھکائی شروع کر دی۔ جوں ہی اس نے بیوی پر جوتے برسانے شروع کیے، قریب ہی کھیت میں چھپے ہوئے کسان کے سالے باہر نکل آئے:

''واقعی نوکر ٹھیک کہہ رہا تھا۔''

اُن کے سامنے اُن کی بہن کی پٹائی ہو رہی تھی، بھلا پھر وہ کیوں نہ یقین کرتے۔ وہ سارے کے سارے للکارتے ہوئے آگے بڑھے اور کسان پر ٹوٹ پڑے: ''آج دیکھتے ہیں، تم ہماری بہن کو کس طرح مارتے ہو!''

ان کا آگے بڑھنا تھا کہ دوسرے کھیت میں چھپے ہوئے کسان کے بھائیوں نے دیکھا: ''واقعی نوکر نے ہمیں صحیح اطلاع دی تھی۔''

انھوں نے جواب میں کسان کے سالوں کو للکارا: ''آج دیکھتے ہیں، تم ہمارے بھائی کو کس طرح مارتے ہو!''

اور اس کے بعد وہ سب ایک دوسرے پر پل پڑے۔ وہ سر پُھٹوّل ہوئی، وہ لاٹھیاں چلیں کہ سب خون میں نہا گئے۔ آخر اردگرد کے کھیتوں میں کام کرنے والے دوسرے لوگ بھاگ کر آئے اور انھوں نے بیچ بچاؤ کرا کے انھیں ایک دوسرے سے الگ کیا۔ پھر جب ان سب کا غصہ قدرے کم ہوا تو ان سے لوگوں نے پوچھا: ''تم لوگ اس طرح کیوں لڑ رہے تھے؟''

اس پر سب نے اپنی اپنی بات بتائی کہ یوں نوکر ہمارے پاس آیا تھا اور اس نے یہ بتایا تھا۔ اس طرح جب سب اپنی بات بتا چکے تو پتا چلا کہ:

یہ سب کچھ چغل خور کا کِیا دھرا ہے۔

وہ سارے کے سارے مل کر چغل خور کی تلاش میں چلے لیکن اس وقت تک چغل خور وہ گاؤں چھوڑ کر کہیں اور جا چکا تھا۔

کہتے ہیں وہ دن اور آج کا دن، چغل خور کا کہیں پتا نہ چل سکا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی کوئی چغل خور یہ نہیں مانتا کہ وہ چغل خور ہے۔ دراصل اسے اس بات کا ڈر ہے کہ اگر اس نے یہ بات تسلیم کر لی کہ وہ چغل خور ہے تو کسان، اس کے سالے اور اس کے بھائی اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے، اسی لیے ہر چغل خور، چغل خور کہنے پر ناراض ہو جاتا ہے۔

(پنجابی لوک داستانیں)

☆☆☆☆

مشق

ا۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کیجیے:

(الف) کسان نے چغل خور کو کن شرائط پر ملازم رکھا؟

(ب) چغل خور نے کسان کی بیوی کو کیا کہہ کر بدگمان کیا؟

(ج) ہر چغل خور کس بات کو ماننے سے انکار کرتا ہے؟

(د) چغل خور کو اپنی بُری عادت سے کیا نقصان اٹھانا پڑا؟

۲۔ لوک کہانی کی مختصر تعریف کیجیے۔

۳۔ سبق ''چغل خور'' کے متن کو سامنے رکھ کر درست جواب پر نشان (✓) لگائیں:

(الف) سبق ''چغل خور'' مصنف کی کس کتاب سے ماخوذ ہے؟

(i) پنجابی لوک داستانیں (ii) چینی لوک کہانیاں

(iii) پنجاب کی لوک کہانیاں (iv) جاپانی لوک کہانیاں

(ب) چغل خور کہاں رہتا تھا؟

(i) گاؤں میں (ii) قصبے میں

(iii) شہر میں (iv) بیرونِ ملک

(ج) اپنے گاؤں کو چھوڑ کر چغل خور کہاں پہنچا؟

(i) دوسرے گاؤں (ii) دوسرے شہر

(iii) بڑے قصبے (iv) دبئی

(د) چغل خور کون سا کام جانتا تھا؟

(i) لکڑی کا (ii) معماری کا

(iii) لوہے کا (iv) کھیتی باڑی کا

(ہ) چغل خور نے روٹی کپڑے کے علاوہ تنخواہ کے بجائے کیا رعایت مانگی؟

(i) چھے ماہ بعد ایک چغلی کھانے کی (ii) ہر عید پر دس چھٹیاں

(iii) ایک سو روپے (iv) دو سو روپے نقد اور ایک چغلی

(و) چغل خور نے کیا بتایا کہ کوڑھی کا جسم ہو جاتا ہے؟

(i) نمکین (ii) میٹھا

(iii) کھٹا (iv) کڑوا

(ز) چغل خور اس لیے نہیں مانتا کہ وہ چغل خور ہے کہ:

(i) اسے ملازمت نہیں ملتی (ii) وہ اسے جھوٹ سمجھتا ہے

(iii) کسان کے بھائیوں اور سالوں سے ڈرتا ہے (iv) اسے اپنی بے عزتی سمجھتا ہے

(ح) چغل خور کو چغل خور کہیں تو وہ:

(i) لڑ پڑتا ہے (ii) بھاگ جاتا ہے

(iii) ناراض ہو جاتا ہے (iv) شرمسار ہو جاتا ہے

۴۔ سبق ''چغل خور'' کے متن کو مدِ نظر رکھ کر درست یا غلط پر نشان (✓) لگائیں:

(الف) چغل خور کھیتی باڑی کا کام جانتا تھا۔ درست/ غلط

(ب) چغل خور نے کسان کی بیوی کو بتایا کہ کسان کا جسم نمکین ہو گیا ہے۔ درست/ غلط

(ج) چغل خور نے کسان سے کہا کہ تمھاری بیوی پاگل ہو گئی ہے۔ درست/ غلط

(د) کسان کے سالوں نے چغل خور کی چغلی کو جھوٹ جانا۔ درست/ غلط

(ہ) جب چغل خور کی اصلیت کھل گئی تو سب اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ درست/ غلط

۵۔ سبق کے متن کو مدِ نظر رکھیں اور قوسین میں دیے گئے الفاظ میں سے درست لفظ چن کر خالی جگہ پُر کیجیے:

(الف) چغلی کھانا چغل خور کی __________ ہوتی ہے۔ (فطرت، عادت، جبلّت)

(ب) چغل خور نے کسان کی بیوی کو بتایا کہ وہ __________ ہو گیا ہے۔ (باؤلا، کوڑھی، پاگل)

(ج) چغل خور نے کسان سے ______ بعد ایک چغلی کھانے کی اجازت مانگی۔ (ایک ماہ، چھے ماہ، نو ماہ)

(د) چغل خور کو چغل خور کہا جائے تو وہ __________۔ (لڑ پڑتا ہے، بھاگ جاتا ہے، ناراض ہو جاتا ہے)

(ہ) چغل خور کی چغل خوری کا نتیجہ __________ کی صورت میں نکلا۔ (طلاق، سر پھٹول، قتل و غارت)

۶۔ اس لوک کہانی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کیجیے۔

۷۔ مندرجہ ذیل محاورات اور الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

تِلملانا، اَدھ مُوا، ہلکان ہونا، کانوں کان خبر نہ ہونا، شش و پنج میں مبتلا ہونا، در در کی خاک چھاننا

جُملہ مُعترضہ:

جملہ معترضہ ایسا لفظ یا جملہ ہوتا ہے جو وضاحت یا طنز کے لیے لکھا یا بولا جاتا ہے۔ اس کے ہونے سے یا نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا البتہ اس کے نہ ہونے سے بات میں یک گونہ تشنگی کا احساس ہوتا ہے۔ چند جملے ملاحظہ کیجیے:

۱۔ غبارِ خاطر (مولانا ابوالکلام آزاد کے خطوط کا مجموعہ) کا تازہ ایڈیشن مارکیٹ میں دستیاب ہے۔

۲۔ بلال (پروفیسر فاروق کا بیٹا) جماعت میں اوّل آیا ہے۔

سرگرمیاں

۱۔ کسی کی پیٹھ پیچھے بُرائی کرنا یا کسی سے غلط باتیں منسوب کرنا فتنہ پروری ہے۔اس کے نقصانات پر دس بارہ سطروں کا نوٹ لکھیے۔

۲۔ طلبہ اپنے استاد سے پوچھ کر کسی اور مصنف کی کوئی لوک کہانی پڑھیں۔

۳۔ بُری عادتیں کیسے ترک کی جائیں؟ اپنے استاد سے پوچھ کر کم از کم تین نکات لکھیں۔

اساتذہ کرام کے لیے

۱۔ طلبہ کو توجہ دلائی جائے کہ چغلی، غیبت، جھوٹ، گالی دینا اور دیگر اخلاقی عیوب بڑی بُرائیاں ہیں۔

۲۔ طلبہ سے ایسی سماجی برائیوں کی فہرست تیار کرائیں جو ہمارے ہاں عام ہیں، پھر طلبہ سے وعدہ لیا جائے کہ وہ ہمیشہ ان سے بچتے رہیں گے۔

۳۔ طلبہ کو لوک کہانی کے مفہوم اور اَخلاقی مقصد سے آگاہ کیا جائے۔